کلامِ نبوی ؐ کی صحبت میں

خرم مراد

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے آدم کے بیٹے، تو اپنے (دل اور زندگی) کو پوری طرح میری بندگی کے لیے فارغ (اور مطمئن) کر لے، میں تیرے دل کو (بے فکری کی) دولت سے بھر دوں گا اور فقر و محتاجی کے سوراخوں کو بند کر دوں گا۔

اگر تو ایسا نہ کرے گا تو میں تیرے ہاتھوں (اور دل) کو دنیا کے مشاغل اور فکروں سے بھر دوں گا اور تیرے فقر و محتاجی کے سوراخوں کو بھی بند نہیں کروں گا (احمد، ابن ماجہ، بحوالہ مشکوٰۃ، کتاب الرقاق)

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جو بس آخرت کی فکر کرے، (۱) اللہ تعالیٰ اس کے دل کو غنی کر دیتا ہے، (۲) اس کے الجھے ہوئے کاموں کو سلجھاتا رہتا ہے، اور (۳) اس کے پاس دنیا بھی آتی ہے، مگر ناک رگڑتی ہوئی۔

اور جو دنیا کی فکر ہی میں مشغول رہے، (۱) اللہ تعالیٰ اس پر محتاجی (کا احساس) مسلط کر دیتا ہے، (۲) اس کے معاملات کو الجھا دیتا ہے، اور (۳) (ساری فکر کے باوجود) دنیا بھی اس کو اس سے زیادہ نہیں ملتی جتنی اس کے مقدر میں ہوتی ہے (ترمذی، ابواب صفۃ القیامۃ، بحوالہ ترجمان الحدیث، حصہ اول، ص ۵۱)

دونوں احادیث کا مضمون ملتا جلتا ہے، مگر ایک حدیث دوسری کی شرح ہے۔

جس کو سب سے زیادہ آخرت کی فکر ہوگی وہی اپنے کو اللہ تعالیٰ کی بندگی کے لیے فارغ کر سکے گا۔

آخرت کی فکر کے معنی ہیں آخرت کی کمائی کی فکر۔ آخرت کی کمائی کا ذریعہ اس کے سوا کوئی نہیں کہ دنیا کے ہر کام کو پوری دلچسپی سے، پوری سنجیدگی سے، بہتر سے بہتر طریقے سے، مگر اللہ تعالیٰ کی بندگی کی

حدود میں رہ کر' انجام دیا جائے۔ اس لیے بندگی کے لیے فراغت اور آخرت کے معنی یہ نہیں کہ آدمی دنیا اور دنیا کے کام کرنے سے فارغ ہو جائے۔

آدمی آخرت کا طلب گار ہو' تو بھی دنیا جتنی مقدر ہے اس میں کوئی کمی نہ ہو گی۔ دنیا کا طلب گار ہو' تو طلب وسعی کے باوجود مقدر سے زیادہ کچھ نہ ملے گا۔ آخرت کے طلب گار کو اپنا مقدر ملے گا تو سہولت سے بھی ملے گا اور اسے ذلیل و خوار بھی نہ ہونا پڑے گا۔

خدا اور آخرت کے طلب گار کا دل دنیا اور دنیا والوں سے بے نیازی کی بے بدل نعمت سے مال مال ہو جاتا ہے' وہ خود کسی مخلوق کا محتاج نہیں ہوتا' کوئی ڈوبنے والی چیز اس کی محبوب نہیں ہوتی۔ دنیا کا طلب گار ہر وقت خود کو دنیا والوں' روپیہ پیسہ' دنیوی ساز و سامان' شہرت اور تعریف کا محتاج پاتا ہے۔ گویا فقر و محتاجی ہر وقت اس کی نگاہوں میں سمائے رہتے ہیں۔

جو بندہ اپنے خدا کا بن جاتا ہے' وہ خدا کو اپنے معاملات کے لیے کافی پاتا ہے' اس کے الجھے ہوئے معاملات سلجھتے ہیں۔ جو دنیا کا بندہ ہو وہ ہر وقت پریشانی کا شکار رہتا ہے۔ اس کے معاملات الجھے ہوئے رہتے ہیں۔

صبح اٹھتے ہی سے سوتے وقت تک' اور نیند اچاٹ ہو ہو کر' آپ کے دل میں اور زبان پر کن فکروں اور پریشانیوں کا تذکرہ رہتا ہے: اس ٹیسٹ سے دیکھ لیں کہ آپ کی فکر آخرت کے لیے ہے یا دنیا کے لیے۔

○

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا: **مجھے نصیحت فرمایئے' اور مختصر لفظوں میں فرمایئے۔**

حضور ؐ نے فرمایا: (۱) جب تو نماز پڑھے' تو اس شخص کی طرح پڑھ' جو ہر چیز کو چھوڑنے والا ہو' (گویا زندگی کی آخری نماز سمجھ کر)۔ اور' (۲) کوئی ایسی بات منہ سے نہ نکال جس کے بارے میں کل کو معذرت کرنا پڑے' اور' (۳) جو چیز لوگوں کے ہاتھوں میں ہے' اس سے بے نیاز ہو جا۔
(احمد' بحوالہ مشکوۃ کتاب الرقاق' عبدالغفار حسن' انتخاب حدیث' ص ۶۰)

نماز' بنیاد اور ستون ہے بندگی کی زندگی کی: تعلق باللہ اور فکر آخرت کی بھی' اخلاق و معاملات کی بھی' دعوت و جہاد کی بھی' حکومت اسلامی کی بھی۔ اس لیے مختصر ترین بات میں نماز سب سے پہلے آئی۔

فریضہ نماز ادا ہو جائے' یہ بھی انعام الہٰی ہے۔ لیکن دینی زندگی کی تقویت اور ترقی اسی نماز کے ذریعے

حاصل ہوگی جس میں خشوع ہو۔اس لیے خشوع کا نسخہ تجویز ہوا: ہر نماز کو زندگی کی آخری نماز سمجھ کر پڑھو' دنیا کی ہر چیز کو الوداع کہہ کر' یہ سمجھ کر بس اب رب کے پاس لوٹ کر جانا ہے اور اس سے ملاقات کرنا ہے۔

زبان (یا قلم) سے جو لفظ نکلتا ہے وہی سب سے زیادہ خرابیوں کا سبب بنتا ہے' وہی منہ کے بل جہنم میں گراتا ہے' اگر وہ خود گناہ ہو' یا گناہ کا ذریعہ۔جس نے کوئی ایسی بات منہ (یا قلم) سے نہ نکالی کہ کل اللہ تعالیٰ کے سامنے شرمندگی ہو یا دنیا میں انسانوں کے سامنے' اس نے آگ میں ڈالے جانے کی رسوائی سے بچنے کا سامان کر لیا' اور دنیا میں رسوائی اور تعلقات میں بگاڑ سے بھی۔

امیدیں اور توقعات صرف اللہ تعالیٰ سے وابستہ کرنا چاہییں ' نہ کہ اپنے جیسے انسانوں سے۔معاملات ہوں' عزت ہو' مال و متاع ہو' توقعات ہوں' کسی کے پاس دینے کے لیے کچھ نہیں۔

اس لیے' نبی کریم ؐ کے اتباع میں ہر نماز کے بعد یہ درخواست ضرور کریں۔

لا الہ الا اللہ ....قدیر - اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعطَیتَ وَلَا مُعطِیَ لِمَا مَنَعتَ

.... اے میرے اللہ' جو آپ عطا کریں اسے کوئی روک نہیں سکتا' جو آپ روک لیں اسے کوئی دے نہیں سکتا۔

تعلقات میں بگاڑ کا سب سے بڑا سبب انسانوں سے امیدیں قائم کرنا اور پھر ان کا ٹوٹنا ہے۔

○

حضرت ابو الاحوص الجشمی ؒ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا:

میں نے پوچھا' اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم' اگر میں کسی آدمی کے ہاں جاؤں' اور وہ نہ میری مہمان داری کرے اور نہ میری ضیافت' پھر وہ آدمی میرے پاس آئے' تو آپ ؐ فرمایئے' کہ میں اس کی مہمان داری کروں' یا اس سے بدلہ لوں؟

آپ ؐ نے فرمایا: نہیں' تم اس کی مہمان داری کرو۔(ترمذی' بحوالہ مشکوۃ' باب الضیافۃ)

یہ روش عام ہے: اس نے میرے ساتھ یہ برتاؤ کیا' میں بھی یہی کروں گا۔اس نے میرے ساتھ بدسلوکی کی' میں بھی کروں گا۔اس نے مجھے کب پوچھا' میں بھی نہیں بلاؤں گا---یہ مومن کی شان کریمانہ کے منافی ہے۔

مہمان داری سے آگے پوری زندگی میں' خصوصاً مخالفین کے ساتھ' فضیلت کی روش یہی ہے کہ "وہ برائی کے مقابلے میں بھلائی کرو" (حم السجدہ)۔اگرچہ زیادتی کے برابر بدلہ لینے کا حق ہے' لیکن عفو و درگذر اور اصلاح روابط پر اجر عظیم کا وعدہ ہے (الشوریٰ)۔اسی بات کو ایک دوسری حدیث